رجسٹرڈ ایل نمبر ۱۲۵

بسم الله الرحمن الرحیم — نحمده و نصلی علی رسوله الکریم

قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰهِ یُؤْتِیْهِ مَنْ یَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ

دیں کی نصرت کے لئے اک آسماں پر شور ہے | عَسٰۤی اَنْ یَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا | اب گیا وقت خزاں آئے ہیں پھل لانے کے دن

ہر سوموار اور جمعرات کو قادیان سے شائع ہوتا ہے

الفضل

دنیا میں ایک نبی آیا پر دنیا نے اسکو قبول نہ کیا۔ لیکن خدا اُسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے اسکی سچائی ظاہر کر دیگا۔ (الہام حضرت مسیح موعود)

مضامین بنام ایڈیٹر

کاروباری امور کے متعلق خط و کتابت بنام مینیجر ہو

فہرست مضامین

ایڈیٹر۔ غلام نبی ۞ اسسٹنٹ۔ مہر محمد خان

نمبر ۱۵	مورخہ ۳۰۔ اگست سنہ ۱۹۲۰ء		مطابق ۱۴ ذی الحجہ سنہ ۱۳۳۸ھ	جلد ۸

مدینۃ المسیح

حضرت ام المومنین رضی اللہ عنہا شملہ سے دارالامان تشریف لے آئی ہیں۔

عید اضحی ۲۶ اگست کو ہوئی۔ نماز عید حضرت اقدس کے باغ میں پڑھی گئی۔ اور خطبہ جناب مولوی سید محمد سرور شاہ صاحب نے پڑھا۔

مولوی محمد حفیظ الحق صاحب۔ شیخ چراغ دین صاحب۔ اور مولوی جلال الدین صاحب کلانور اور میر قاسم علی صاحب و مہاشہ فضل حسین صاحب بنوڑ ریاست پٹیالہ تبلیغ کے لئے بھیجے گئے۔

اِن دنوں دو تین بار ایک کرایہ کی موٹر لاری بٹالہ سے قادیان تک آ جا چکی ہے۔ جو ایک سکھ صاحب کی ہے۔ فی الحال یہ نہیں کہا جا سکتا کہ وہ مستقل طور پر اس کے چلانے کا انتظام ہوگا یا نہیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح کے متعلق اطلاعات

اور

روزانہ ڈائری از ڈلہوزی

(نوشتہ جناب مولوی رحیم بخش صاحب ایم اے)

۲۲۔ اگست سنہ ۱۹۲۰ء۔ کل سارا دن حضرت خلیفۃ المسیح ثانی سلمہ اللہ تعالیٰ کو بخار رہا۔ درجہ حرارت ۱۰۲.۶ تک ہو گیا تھا۔ حرارت گرتی اور چڑھتی رہی۔ جب تک حضور جاگتے رہتے۔ بخار کم ہو جاتا۔ مگر نیند کے ساتھ حرارت زیادہ ہو جاتی تھی۔ کل شام سات بجے کے قریب سول سرجن صاحب کو بلایا گیا تھا۔ ان کا خیال ہے کہ یا موسمی تپ ہے۔ یا ٹائیفائڈ ہے۔ لیکن کامل تشخیص کے لئے آج حضور کے خون اور قارورہ کا معائنہ کیا جائیگا۔

الحمد للہ آج صبح حضور کو تپ بالکل نہیں ہے اور درجہ حرارت 97.2 ہے۔ جو نارمل ہے۔ مگر ضعف بہت ہے۔ احباب دعا فرماویں کہ اللہ تعالیٰ حضور کو بہت جلد کامل صحت عطا فرما دے۔

۲۳۔ اگست سنہ ۱۹۲۰ء۔ کل تمام دن حضور کی طبیعت اچھی رہی۔ حرارت بالکل نہ تھی۔ ۱۱ بجے کے قریب سول سرجن صاحب پھر تشریف لائے۔ اور حضور کے قارورہ کا معائنہ کیا۔ ان کے خیال میں [illegible] ملیریا یعنی موسمی تپ ہے۔ ایک قطرہ حضور کے خون کا وہ لے گئے ہیں۔ اس کے معائنہ کے بعد تشخیص مکمل ہوگی۔

بعد از نماز مغرب حضور نے باتوں باتوں میں فرمایا لوگوں کو کیا علم ہو سکتا ہے۔ کہ حافظ معین الدین (مرحوم)

پہنچ گئی تھی۔ لیکن خدا تعالیٰ کا شکر ہے۔ کہ صبح تک حضور کی طبیعت صاف ہو گئی۔ اصل میں دہرم سالہ میں ہی روانگی سے ایک روز پہلے حضور کو خفیف سا بخار ہو گیا تھا۔ ٹمٹم کی سواری سفر کی کلفت کھانے کی بے قاعدگی۔ اور نیند کی کمی نے طبیعت کو خراب کر دیا تھا۔

اگلے دن صبح ۷ بجے کے قریب دھارے سے روانہ ہوئے۔ راستہ میں حضور رضؓ نے ایک قطعہ کہا۔ جو درج ذیل ہے:۔

بلبل خستہ جاں بتا تو ہی ÷ تیرے دل میں امید وصل بھی ہے
یا یونہی ہے یہ الفت دوست ÷ اس پہ قربان ہے تری ہستی

سوا دس بجے ڈیرے پہنچے۔ اور وہاں تین گھنٹے آرام کیا۔ اور کھانے وغیرہ سے فارغ ہو کر حضور رضؓ رکشا میں سوار ہو کر پہاڑ پر چڑھے۔ قافلہ پیچھے رہ گیا۔ اور ۹ بجے کے قریب حضور رضؓ خیریت سے ڈلہوزی پہنچ گئے۔ اور باقی کا قافلہ ۱۰ بجے رات کے پہنچا۔ راستہ میں دو حسب ذیل رباعیاں حضور رضؓ نے کہیں:۔

(۱)
میں نے جو کہا انہیں اٹھا کر گھونگھٹ ÷ ہو ذات سے تیری مرے دل کو پیوند
کہنے لگے تم عشق بھلا کیا جانو ÷ بدنام کنندہ نکونامے چند

(۲)
گر عشق ہے تم پیدا کرو رنگ حبیب ÷ جو کہدیں آکے مجھکو دکھاتے ہیں لبیب
عشاق سے ہرگز نہ گنے جاؤ گے ÷ تم کہوگے اگر بیٹھ گئے ہائے نصیب!

ایک اور نہایت ہی لطیف غزل حضور رضؓ نے اسی سفر میں کہی ہے۔ جو انشاء اللہ پھر ہدیہ ناظرین ہو گی۔

الحمد للہ۔ آج جمعہ کے روز حضور رضؓ کی طبیعت اچھی ہے۔

۲۱ اگست ۱۹۲۰ء۔ کل تمام دن حضور کی طبیعت اچھی رہی۔ لیکن کمزوری ضرور تھی۔ اس لئے خطبہ جمعہ مکرمی مولوی محمد اسمٰعیل صاحب نے پڑھا۔ الحمد کی تفسیر فرمائی۔ اور فرمایا۔ کہ گرہن کے موقع پر دعا مانگنی چاہیئے۔ نبی کریم صلعم نے سکھائی ہے۔ تاکہ ہم اس کے شر سے محفوظ رہیں۔ اور ان تمام شرور سے بھی محفوظ رہیں۔ جو اس کے نتیجہ میں پیدا ہو سکتے ہیں۔ اسی طرح انبیاء اور ان کے خلفاء کا وجود ہوتا ہے۔ جب کسی وجہ سے ان کے فیوض سے ہم مستفید نہ ہو سکیں۔ تو ہمیں خاص طور سے دعاؤں پر زور دینا چاہیئے۔ کہ اللہ تعالیٰ ہمارے گناہوں کو معاف فرما دے۔ اور ہمیں ان کے فیوض سے محروم نہ رکھے۔ اور ہر قسم کے شرور سے محفوظ رکھے۔

نماز جمعہ کے بعد حضور رضؓ نے سیر کو تشریف لیجانے کے لئے فرمایا تھا۔ اس لئے رکشا منگوائی گئی۔ اور حضور رضؓ اس میں بیٹھ کر تشریف لے گئے۔ خدام بھی سب حضور رضؓ کے ہمراہ تھے۔ موتی ٹبہ مال روڈ پر سے ڈاکخانہ کے پاس جا ٹھہرے۔ تاکہ ڈاک لے لیں۔ حضور رضؓ کی تشریف آوری کے علم پر ایک بابو بھاگ کر حضور رضؓ کے پاس حاضر ہوا۔ ایک منی آرڈر تار کے ذریعہ آیا تھا۔ وہ حضور رضؓ کی خدمت میں پیش کیا۔ اسی وقت پوسٹ ماسٹر صاحب بھی حضور رضؓ کی زیارت کے لئے تشریف لے آئے۔ پوسٹ ماسٹر صاحب نے حضور رضؓ کو بڑے ادب سے سلام کیا۔ اور حضور رضؓ کی مزاج پرسی کی۔ بابو صاحب ہندو ہیں۔ اور نہایت ہی شریف انسان ہیں۔ ڈاکخانہ کے پرانے ملازم ہیں۔ تمام پنجاب میں اپنی دوران ملازمت میں پھر چکے ہیں۔ طالب علم تو پنجاب کا جغرافیہ کتاب پر سے پڑھتے اور یاد کرتے ہیں۔ لیکن بابو صاحب نے تمام علاقوں میں پھر کر جغرافیہ یاد کیا ہے۔ دہلی سے لیکر پشاور اور بہاولپور۔ شملہ وغیرہ تمام مقامات میں رہ چکے ہیں۔ سب پہاڑی مقامات سے واقف ہیں۔ حضرت سے بیس پچیس منٹ تک کھڑے باتیں کرتے رہے۔ آخر حضور رضؓ مصافحہ کر کے ان سے رخصت ہو کر۔ اور ہم سب نے ست دھارے کی طرف جا کر ایک چھوٹے سے ٹیلہ پر نماز عصر ادا کی۔ اور وہاں سے واپس ہوئے۔ کیونکہ بارش آنے کو تھی۔ شام تک طبیعت اچھی تھی۔ لیکن آج صبح معلوم ہوا۔ کہ رات کو ۱۰۲ درجہ کا بخار ہو گیا تھا۔

احباب حضور رضؓ کی صحت کے لئے خاص طور سے دعا فرما دیں۔ ابھی بخار کم نہیں ہوا۔ والسلام۔
خاکسار رحیم بخش از ڈلہوزی۔

جرمنی میں ایک مسجد کیلئے کوشش

یہ خبر سن کر احباب خوش ہونگے۔ کہ جرمنی میں ایک صاحب کوشش کر رہے ہیں۔ کہ احمدیوں کو ایک مسجد مل جائے۔ احباب دعا فرمائیں۔ کہ وہ کامیاب ہوں۔ والسلام۔ خاکسار رحیم بخش۔

احمدی مبلغ دار السلطنت فرانس میں

ولایت کی تازہ چٹھی سے جو مفصل انشاء اللہ آئندہ شائع کیجائیگی معلوم ہوا ہے۔ کہ مکرم چوہدری فتح محمد صاحب سیال پیرس تشریف لے گئے تھے۔ جہاں انہوں نے معزز مسلمانوں سے ملکر انہیں سلسلہ احمدیہ سے آگاہ کیا۔ اور تبلیغی لٹریچر پڑھنے کے لئے دیا۔ جسکو انہوں نے شوق اور خوشی سے لیا۔ چوہدری صاحب کے ساتھ ہمارے ایک انگریز نو مسلم بھائی ریورنڈ ڈاکٹر عبد اللہ برغیڈن بی۔ ایچ۔ ڈی۔ بی۔ ڈی۔ بھی تھے۔ جو فرانسیسی زبان جاننے کی وجہ سے ترجمان کا کام بھی کرتے رہے۔ امید ہے کہ خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے عنقریب پیرس میں بھی ہماری جماعت قائم ہو جائیگی۔

اطلاع منیجر

چونکہ الفضل کا یوم اشاعت عید الضحیٰ کا دن ہے۔ اس لئے بجائے بالکل پرچہ نہ نکالنے کے یہ مناسب سمجھا گیا ہے کہ ۲۶ اگست اور ۳۰ اگست کے دو پرچے آٹھ آٹھ صفحے کے نکالے جائیں۔ ناظرین کرام اسکو نوٹ کر لیں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الفضل

قادیان دارالامان - ۲۶ - اگست سنہ ۱۹۲۰ء

دروغ گورا حافظہ نباشد

خدا کی شان وہ مولوی ثناء اللہ جس کا عقیدہ ہے۔ کہ جائز بدلا لینے کے لئے دروغ۔ دھوکہ۔ دغا۔ جعلسازی بہتان۔ نفاق سے کام لینے والا کذاب نہیں ہوتا۔ وہ مولوی ثناء اللہ جس کا بیان ہے۔ کہ اگر کوئی شخص ایک دفعہ جھوٹ بولکر اسے ہزارہا لوگوں میں پھیلائے۔ تو وہ کذاب نہیں ہوگا۔ اور وہ مولوی ثناء اللہ جس کا اعتقاد ہے کہ قرآن کا کوئی حکم توڑنے والا بھی متقی ہوسکتا ہے اور دروغ گو میں اگر اور اوصاف شرعیہ ہیں۔ تو وہ ایک معنی میں متقی ہوسکتا ہے۔ وہ ہمارے متعلق نہایت دیدہ دلیری سے اپنے ۱۳۔ اگست کے پرچہ میں لکھتا ہے۔ کہ "ان کے ہاں جھوٹ کوئی چیز نہیں"۔ اس سے بڑھکر الٹا چور کوتوال کو ڈانٹے کی مثل کی اور کیا تصدیق ہوگی ہم تو جھوٹ کو جھوٹ ہی سمجھتے ہیں۔ اور اس کو استعمال میں لانے والے کو کذاب کہتے ہیں۔ ہاں اس شخص کے نزدیک جھوٹ کوئی چیز نہیں ہوسکتا۔ جس نے مجسٹریٹ کے سامنے عدالت میں کھڑے ہوکر کہا کہ:-

"اگر جھوٹ ایک دفعہ بولا ہے۔ اور ہزارہا میں پھیلایا گیا ہے۔ تو وہ کذاب نہیں ہوگا"

اور جس نے بھرے مجمع میں کہا۔ کہ:-

"دروغگو۔ جعلساز۔ بہتان باندھنے والا۔ افترا باندھنے والا۔ دغا دینے والا ایک معنی سے متقی ہے۔ بشرطیکہ خدا کی توحید پر قائم ہو"

اور وہ یہی حضرت ہیں۔ جن کا نام ثناء اللہ ہے۔ کیا ایسے شخص کا یہ حق ہے۔ کہ یونہی کسی پر دروغگوئی اور افترا پردازی کا الزام لگاکر متہم کرے۔ ہرگز نہیں

لیکن تعجب ہے۔ کہ مولوی ثناء اللہ نے اپنے مذکورہ بالا پرچہ میں "سفید جھوٹ" کے عنوان سے اول تو امرتسر کے مقتدا در فتنہ پرداز مجمع میں اپنے دیکھے جانے کے مطالبہ کا ذکر کیا ہے۔ کہ اس کا ہم نے کوئی جواب نہیں دیا۔ حالانکہ ہم اس کے جواب میں دیکھنے والے کی حلفیہ بھی شہادت شائع کرچکے ہیں۔ اور پھر ہماری ایک تحریر کو افترا قرار دیا ہے۔ جسمیں ہم نے اس کے کابل میں تمام اسلامی فرقوں کی آزادی کی درخواست پر لکھا تھا کہ:-

"ہم پوچھتے ہیں کہ مولوی ثناء اللہ جو آئے دن احمدیوں کے خلاف محض مذہبی اختلاف کی وجہ سے عوام الناس کو اشتعال دلاتے بائیکاٹ کرنے کے ریزولیوشن پاس کرتے اور تمدنی معاشرتی تعلقات کے قطع کرنے کی تلقین کرتے رہتے ہیں۔ وہ کس منہ سے اسلامی فرقوں کی کامل آزادی کے خواہاں ہوسکتے ہیں"

اسکے جواب میں مولوی ثناء اللہ نے ایک خاص شان سے لکھا ہے کہ:-

"آپ سے ہم اتنا پوچھتے ہیں کہ کس مجلس میں اور کس جلسہ میں میں نے بائیکاٹ کی تحریک کی یا ریزولیوشن پاس کرائے۔ میرے جواب میں کسی اخبار کی روایت میں کافی نہ جانوں گا۔ تاوقتیکہ شہادت سے ثابت نہ کردو"

ان الفاظ میں جس بات کا ہم سے مطالبہ کیا گیا ہے۔ اس کے متعلق تو ہم خیال کرسکتے ہیں۔ کہ دروغ گورا حافظہ نباشد کے ماتحت ہے۔ لیکن اس کا کیا مطلب ہوا کہ "میرے جواب میں کسی اخبار کی روایت میں کافی نہ جانوں گا" اگر "اخبار" ایسی ہی ناقابل اعتبار چیز ہے تو اسی مطالبہ کے متعلق جو ہم سے کیا گیا ہے۔ کس طرح اعتبار کرلیا جائے۔ کہ مولوی ثناء اللہ ہی کررہا ہے۔ کیونکہ یہ بھی "اخبار" ہی کی روایت ہے۔ پھر انہی الفاظ کو کہ "میرے جواب میں کسی اخبار کی روایت میں کافی نہ جانوں گا" کیونکر مولوی ثناء اللہ کے الفاظ سمجھے جائیں۔ جبکہ یہ بھی اخبار ہی کی روایت ہیں۔ یہ بیہودہ فقرہ جہاں مولوی ثناء اللہ کی حد سے بڑھی ہوئی ہٹ دھرمی کا ثبوت دیتا ہے۔ وہاں اس کے اخبار کو بھی بالکل ناقابل اعتبار ٹھہرا دیتا ہے۔ اور اس کو مدنظر رکھتے ہوئے اس کا ایک فقرہ بھی قابل اعتبار نہیں ٹھہرتا۔ پس قبل اس کے کہ ہمارے سامنے ایسی بیہودہ بات پیش کی جاتی۔ مولوی ثناء اللہ کو چاہیئے۔ کہ اپنے اخبار کی روایتوں کے کافی ہونے کا کوئی طریق نکالے۔ اور ہر ایک تحریر جو اس میں شائع ہو۔ اس کو اس "شہادت" سے جس کی نوعیت اسی کے دماغ میں بند ہے۔ ثابت کرکے پیش کیا کرے۔ لیکن جب تک وہ خود اس طرح نہیں کرتا۔ اس کا کوئی حق نہیں ہے۔ کہ کسی اور اخبار کی روایت کو بالخصوص ایسی روایت کو جس کی کوئی تردید نہ کی گئی ہو۔ کافی نہ سمجھے۔ اور اس کے ثبوت میں کوئی اور شہادت طلب کرے۔

دراصل مولوی ثناء اللہ نے یہ ایک حیلہ تراشا تھا لیکن یہ ایسا بودا ہے۔ کہ اس کے متعلق ہمیں اور زیادہ کچھ کہنے کی ضرورت ہی نہیں۔ پس ذیل میں ہم وہ شہادت پیش کرتے ہیں۔ جس سے ثابت ہوتا ہے کہ مولوی ثناء اللہ نے فلاں مجلس اور فلاں جلسہ میں احمدیوں کو بائیکاٹ کرنے کا ریزولیوشن پاس کرایا۔

روزانہ اخبار وکیل امرتسر نے اپنے ۲۹ مئی ۱۹۲۰ء کے پرچہ میں "انجمن اصلاح المسلمین" کے عنوان سے ایک جلسہ کی روئداد شائع کرتے ہوئے لکھا ہے کہ:-

"۱۸ مئی سنہ ۱۹۲۰ء کو رات کے ۹ بجے چوک فرید امرتسر میں انجمن ہذا کا ایک عام جلسہ زیر صدارت مولوی ثناء اللہ صاحب منعقد ہوا۔ جسمیں شہر کے علماء و رؤسا بھی شامل تھے۔ حاضرین کی تعداد دس بارہ ہزار کے قریب تھی۔ تلاوت قرآن شریف کے بعد کارروائی شروع ہوئی اور حسب ذیل چار قراردادیں (ریزولیوشنز) باتفاق رائے پیش ہوکر پاس ہوئیں"

ان قراردادوں میں سے سب سے پہلی قرارداد یہ تھی کہ:-

"انجمن ہذا کا یہ عام جلسہ عزت اسلامی کو مدنظر رکھتے ہوئے مسلمانان امرتسر سے درخواست کرتا ہے

کہ وہ مرزائیوں سے بائیکاٹ کے خیال کو مستحکم کرتے ہوئے ان کے ساتھ کھانا پینا۔ بولنا چالنا۔ لین دین شادی غمی سب کچھ ترک کر دیں۔ اور یہ کوشش کریں کہ ان کو مسلمانوں کے قبرستان میں بھی دفن نہ ہونے دیا جائے؟"

یہ ہے احمدیوں کو بائیکاٹ کرنے کا وہ ریزولیوشن جو اس جلسہ اور اس مجلس میں "باتفاق رائے" پاس ہوا۔ جو مولوی ثناء اللہ کی صدارت میں منعقد ہوا تھا۔ اس کے مقابلہ میں آج تک نہ تو کوئی اس قسم کا اعلان ہماری نظر سے گذرا ہے۔ جس میں مولوی ثناء اللہ نے اس جلسہ کا صدر ہونے سے انکار کیا ہو۔ اور نہ اس قسم کا کہ وہ اس مجلس کی پاس کردہ اس قرارداد سے متفق نہ تھا۔ اگر کوئی ایسا اعلان ہوتا۔ تو اور بات تھی۔ لیکن اب تو صاف بات ہے۔ کہ مولوی ثناء اللہ احمدیوں کو بائیکاٹ کرنے کا ریزولیوشن پاس کرنیوالوں میں نہ صرف شامل تھا۔ بلکہ ان کا سرغنہ تھا۔ یہ امرتسر کے روزانہ اخبار وکیل کی شہادت ہے۔ جس کی تردید مولوی ثناء اللہ نے نہ کی ہے اور نہ اب کر سکتا ہے ؛

معلوم ہوتا ہے۔ ایک ایسے جلسہ میں جس کے مجمع کی تعداد "دس بارہ ہزار کے قریب" بتائی گئی تھی۔ صدر بن کے ہمارے خلاف بائیکاٹ کا ریزولیوشن پاس کرانے سے انکار مولوی ثناء اللہ نے اپنے اس عقیدہ کی بنا پر کیا ہے کہ :۔

"اگر کسی جائز بدلہ لینے کی غرض سے دروغ دہوکہ۔ دغا۔ جعلسازی۔ بہتان۔ نفاق استعمال میں لاوے۔ تو کذاب نہیں ہوگا"

لیکن اُسے یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ کوئی شریف آدمی اس کے اس عقیدہ سے متفق نہیں ہو سکتا۔

مولوی ثناء اللہ نے ہم سے جو مطالبہ کیا تھا۔ وہ ہم نے نہایت صفائی کے ساتھ پورا کر کے اس مجلس اور اس جلسہ کا پتہ و نشان بتا دیا ہے۔ جس میں اس نے ہمارے خلاف بائیکاٹ کا ریزولیوشن پاس کرایا۔ اور اس سے دروغگو را حافظہ نباشد کا پورا پورا ثبوت ملتا ہے۔ لیکن ہم دروغگو را تا بخانہ باید رسانید پر عمل کرتے ہوئے مولوی ثناء اللہ کے اپنے اخبار سے ثابت کرتے ہیں کہ وہ ہمیں بائیکاٹ کرانے کے لئے کتنا زور لگا چکا ہے۔

کوئی زیادہ عرصہ کی بات نہیں۔ اسی سال کے ماہ مئی کے اہلحدیث میں ہمارے متعلق مولوی ثناء اللہ نے لکھا کہ :۔

"ضروری ہے کہ ان کے ساتھ اسلامی تعلقات منقطع ہوں۔ چنانچہ گذشتہ ایام کٹک کے مسلمانوں نے قادیانیوں کو اپنے قبرستان میں مردے دفن کرنے سے روک دیا تھا"

کیا یہ صاف اور کھلے طور پر بائیکاٹ کرنے کی تحریک اور تلقین نہیں ہے۔ اگر ہے اور فی الواقعہ ہے۔ تو مولوی ثناء اللہ کو ہم پر جھوٹ کا الزام لگا کر اسی بات کا مطالبہ کرتے وقت کچھ تو شرم و حیا سے کام لینا چاہیئے تھا اور اگر نہیں۔ تو اپنے ہی اخبار کو دیکھ لینا چاہیئے تھا۔

اپنے قلم اور اپنے اخبار کے مندرجہ بالا الفاظ کو بھی اگر مولوی ثناء اللہ یہ کہکر رد کر دے کہ "کسی اخبار کی روایت میں کافی نہ جانوں گا" تو کون اُسے روک سکتا ہے۔ لیکن ہم جھوٹے کو اس کے گھر تک پہنچا چکے ہیں۔ اور خود اسی کے الفاظ سے ثابت کر چکے ہیں کہ ہمیں بائیکاٹ کرانے کی تحریک میں اس نے اپنا پورا زور صرف کیا ہے۔ یہ اور بات ہے۔ کہ وہ خائب و خاسر رہا ہو ؛

مولوی ثناء اللہ نے ہم سے جو کچھ پوچھا تھا۔ اس کے متعلق اچھی طرح بتا دینے کے بعد ہم اس جواب کی طرف متوجہ ہوتے ہیں۔ جو اس نے ہمارے مطالبہ کا دیا ہے اپنی منطق دانی کے جوہر دکھلاتے ہوئے لکھا ہے :۔

"آزادی اور چیز ہے۔ اور بائیکاٹ اور آزادی کی نقیض ہے۔ روک۔ بائیکاٹ اس کی روک نہیں"

لیکن کیسی عجیب بات ہے۔ یہی لفظ روک جو آزادی کے مقابلہ میں بائیکاٹ کی بجائے بتایا گیا ہے۔ اسی کو بائیکاٹ کے عملی نتیجہ میں مولوی ثناء اللہ خود استعمال کر چکا ہے۔ جیسا کہ اس نے لکھا تھا۔

"ضروری ہے کہ ان (احمدیوں) کے ساتھ اسلامی تعلقات منقطع ہوں۔ چنانچہ گذشتہ ایام میں کٹک کے مسلمانوں نے قادیانیوں کو اپنے قبرستان میں مردے دفن کرنے سے روک دیا"

مولوی ثناء اللہ نے منطق کی پناہ لیتے ہوئے آزادی کی نقیض بائیکاٹ کی بجائے "روک" بتائی تھی۔ لیکن اسی کے مندرجہ بالا الفاظ سے ظاہر ہے کہ وہ "روک" کو بائیکاٹ ہی کی عملی شکل اور نتیجہ سمجھتا ہے۔ پس ہمارے خلاف بائیکاٹ کی تحریک کرنے کا صاف اور صریح مطلب یہی ہوا کہ ہمارے راستہ میں روکاوٹیں پیدا کی جائیں۔

اور یہ کہنا محض غلط ہے۔ کہ بائیکاٹ کا مطلب سیدھے سادھے لوگوں کو ہمارے قریب آنے سے روکنا ہے۔ تاکہ ہمارا اثر ان پر نہ پڑے +

کیا ہم امید رکھیں۔ کہ مولوی ثناء اللہ اپنی منطق کی اپنے ہی ہاتھوں اس طرح مٹی پلید ہوتے دیکھ کر ہمارے مطالبہ کا کوئی معقول جواب دے گا ؛

بے پردگی کے خلاف پادریوں کی آواز

اہل یورپ ایک مدت سے جن اسلامی شعار پر بڑے زور شور سے اعتراض کرتے چلے آتے ہیں۔ ان میں سے ایک پردہ بھی ہے۔ اور افسوس کا مقام ہے۔ کہ مسلمان کہلانے والوں کا بھی ایک حصہ جو اسلام سے قطعاً ناواقف ہے۔ یورپین تہذیب کا دلدادہ ہو کر پردہ پر بے پردگی کو ترجیح دے رہا ہے لیکن اس بے پردگی نے اہل یورپ کو ایسی اندوہ ناک حالت تک پہنچا دیا ہے کہ وہ چیخ اُٹھے ہیں۔ حال ہی میں اخبار سنڈے اکسپرس میں ایک مضمون شائع ہوا ہے۔ جس میں مسٹر جیمس ڈبلیس لکھتے ہیں کہ :۔

مرد۔ عورت اور لڑکیوں میں اب فحش مذ

حیا نام کو بھی باقی نہیں رہی ۔ مزید براں مقام نیو آرلینس میں ایک پادری مسمی فادر انٹونی کی حرکت نے ایک تہلکہ پیدا کر دیا۔ پادریصاحب موصوف نے ایک دولہن کی شادی کرانے سے اس لئے انکار کر دیا۔ کہ دولہن کا لباس ایسا تھا۔ کہ جس سے بے پردگی ہوتی تھی ۔ شادی کا سب سامان مہیا تھا ۔ دولہا گرجا میں داخل ہو چکا تھا۔ باجا دلکش صداؤں سے قلب مضطر میں مسرت کی امنگ پیدا کر رہا تھا۔ اس لطف افزا سماں میں دولہن کا اپنے والد کے ہاتھ میں ہاتھ ڈالے آنے کا نظارہ نہایت ہی قابل شرم تھا۔ روشنی کی ایک جھلک نے دولہن کے باریک لباس کو طے کر کے بے پردگی کا وہ منظر دکھایا۔ جس کا فوٹو پادریصاحب موصوف نے اسطرح کھینچا۔ کہ یہ منظر ہماری قوت برداشت سے کہیں اتنا زیادہ تھا۔ کہ ہم اس کے متحمل نہ ہو سکے اور گرجا کا گھنٹہ بجانے والے کو فوراً حکم دیا۔ کہ روشنی فوراً بجھا دیجائے۔ تاکہ سب کی آنکھیں اس شرمناک نظارہ سے محفوظ رہیں۔ اور دولہن اسی اندھیرے میں اپنے مکان پر جا کر دوسرا لباس تبدیل کر کے آئے۔ کہ جس سے اس بے پردگی پر پردہ پڑ جائے ۔

اسلامی پردہ کو عورتوں کے لئے ظلم قرار دینے والوں کو مبارک ہو۔ کہ بے پردگی نے اس حد تک ترقی کر لی ہے۔ کہ ایک نوجوان لڑکی قریبًا برہنگی کی حالت میں اپنے باپ کے ہاتھ میں ہاتھ ڈال کر مقدس عبادت گاہ میں جاتی ہے۔ شاید بیان کے لئے قابل افسوس بات ہوگی ۔ کہ پادری صاحبان اس ترقی میں خواہ مخواہ حارج ہو رہے ہیں۔ جیسا کہ مذکورہ بالا واقعہ سے ظاہر ہے۔ اور پادری فادر بروتھ کا حسب ذیل نوٹس بتاتا ہے۔ پادری صاحب نے گرجا کے پھاٹک پر یہ اعلان لکھ کر چسپاں کیا ہے کہ:۔

"وہ مستورات کہ جن کے لباس سے سینہ کی آخری حدود نظر آتی ہوں۔ جس سے کہنیاں کھلی رہیں۔ جس سے پوری پوری ستر پوشی نہ ہو۔ یا ایسا چست لباس جس سے پوشیدہ اعضا کا نمود ہو۔ پہن کر اس گرجا میں ہرگز داخل نہ ہوں ۔"

پردہ کے اسلامی حکم پر اعتراض کرنے والوں کو ان حالات اور واقعات کو بچشم غور دیکھنا اور انسے عبرت حاصل کرنا چاہیئے۔

مسٹر گاندھی کہانتک مسلمانوں کا ساتھ دینگے

مسٹر گاندھی نے حال میں مدراس میں گورنمنٹ سے قطع تعلقات کرنے کے متعلق تقریر کرتے ہوئے کہا۔ کہ:۔

"میں آپ سے کہتا ہوں کہ برٹش انڈیا میں ہماری صفوں کے اندر مسٹر شوکت علی سے بہتر کوئی سپاہی موجود نہیں ہے۔ جب تلوار کھینچنے کا وقت آئیگا۔ اگر وہ کبھی آیا۔ تو تم مسٹر شوکت علی کو تلوار کھینچے۔ اور مجھے ہندوستان کے جنگلی بن میں بادہ آشرم اختیار کرتے دیکھو گے"۔ (ہمدم ۱۷ راگست)

ان الفاظ سے ظاہر ہے۔ کہ مسلمانوں کو اشتعال دلانے اور خاص طرز اور خاص شان سے ان کی جنگجوئی اور نبرد آزمائی کی تعریف کرنے میں تو مسٹر گاندھی سب سے آگے ہیں۔ اور مسلمان بھی بدقسمتی سے ان کو اپنا پیشوا سمجھے بیٹھے ہیں۔ لیکن اگر کوئی ایسا وقت آیا۔ جب انکا یہ طرز عمل رنگ لایا۔ تو کیا ہوگا۔ یہ کہ مہاتما جی مسلمانوں کو چھوڑ چھاڑ کر جنگلی بن میں جا بسیرا لینگے۔ مہاتما جی کی یہ صاف بیانی قابل قدر ہے۔ بشرطیکہ مسلمانوں کی آنکھیں اس سے کھل جائیں۔ اور وہ اس خطرناک اور تباہ کن راستہ کو چھوڑ دیں۔ جس پر اندھا دھند چل رہے ہیں۔

ہندو مسلمانوں کے اتحاد کی حقیقت

ہندو مسلمانوں کے اتفاق و اتحاد کا غلغلہ ابھی فضائے ہند میں گونج ہی رہا ہے۔ کہ وہی اصحاب جو اس اتحاد کے بانی مبانی سمجھے جاتے ہیں۔ اور جنہوں نے اسے مضبوط کرنے کے لئے یہاں تک ایثار اور قربانی دکھائی۔ کہ ہندوؤں نے مسلمانوں کے اور مسلمانوں نے ہندوؤں کے برتن میں پانی پی لیا۔ معمولی سے معمولی باتوں میں ایک دوسرے کے ساتھ الجھ رہے ہیں۔

پنجاب میں امرتسر وہ پہلا شہر ہے۔ جس میں اس نوزائیدہ اتحاد کی بنیاد پڑی۔ اور جہاں ڈاکٹر کچلو۔ اور ڈاکٹر سیتہ پال اس کے کرتا دھرتا تھے۔ لیکن انہی ڈاکٹر سیتہ پال نے خصوصًا اور دیگر ہندو ممبران میونسپل کمیٹی نے عمومًا مسلمان ممبروں کے خلاف جو طرز عمل اختیار کیا وہ ذیل کے واقعہ سے ظاہر ہے

۱۴ راگست کو امرتسر کی میونسپل کمیٹی کا اجلاس ہوا جس میں ایک چبوترے کے متعلق ہندوؤں کی درخواست تھی۔ کہ وہاں شوالہ بنانے کی اجازت دیجائے۔ اس پر رائے بہادر گوپال داس اور ڈاکٹر سیتہ پال کی سفارشات تھیں۔ لیکن اس حلقہ کے مسلمان ممبر نے لکھا۔ کہ ۱۸۹۶ء تک کے سرکاری کاغذات میں اس جگہ کا کوئی ذکر نہیں اور اس کی تعمیر سے بازار تنگ ہو جائیگا۔ اس کے متعلق کمیٹی کے جلسہ میں ہندو مسلمان ممبروں میں بہت گرما گرم بحث ہوئی۔ "رائے بہادر صاحب کے غیظ و غضب کی تو یہ حالت تھی۔ کہ زبان سے جملہ بھی باقاعدہ نہ نکلتے تھے"۔ انہوں نے یہانتک دعویٰ کیا کہ وہ عدالتوں میں ڈیفنس کرنیکو تیار رہیں"۔ اور جب ہندوؤں کی کثرت رائے سے انکے حق میں فیصلہ ہو گیا تو ڈاکٹر سیتہ پال نے مسلمان ممبر کیطرف منہ کر کے کہا۔ کہ "کسی کی مجال ہی کہ اس تھڑہ کو ہاتھ لگائے"۔ "شیم" اس پر ایڈیٹر صاحب وکیل نوٹ لکھتے ہیں کہ:۔

"ڈاکٹر سیتہ پال ایک نوجوان میونسپل کمشنر ہیں اور نوجوانوں کے خون میں اکثر جوش ہوتا ہے۔ لیکن اگر وہ جوش میں آ گئے۔ تو یہ کوئی عجیب بات نہ تھی لیکن رائے بہادر لالہ گوپال داس کے خون میں شاید اب نوجوانوں کی سی گرمی نہیں رہی۔ اور اگر موجود ہے۔ تو ان کے سن و سال اور تجربہ کا تقاضا یہ ہونا چاہیئے۔ کہ وہ کم از کم میونسپل مسائل میں اپنے جذبات کو قابو میں رکھیں"۔

معاصر ہمدم سے لکھنؤ میونسپل بورڈ میں ہندو مسلمان ممبروں کے تعلقات بھی کچھ اسی قسم کے معلوم ہوتے ہیں ۔

جب ایسی معمولی سے معمولی باتوں میں مزعومہ اتفاق اور اتحاد کی اس طرح خاک اڑائی جاتی ہے۔ تو کسی بڑے معاملہ کے متعلق کوئی سمجھوتہ کیونکر قابل اطمینان ہو سکتا ہے۔ فوری جوش اور اشتعال کی حالت میں کسی امر کا وعدہ کر لینا جس قدر آسان ہے۔ اسی قدر اس پر عمل پیرا ہونا مشکل ہے۔ یہی حالت ہندو مسلمانوں کے اتحاد کی ہے۔

پیغام کا موجودہ ایڈیٹر

تھوڑے ہی سے عرصہ میں پیغام کی بھی جانیوالا ہے۔ کرسی ادارت پر متمکن ہونے کے لئے کئی ایک اشخاص آئے۔ اور بڑی بڑی امیدوں اور آرزؤں کے ساتھ آئے۔ لیکن حیرت ہے۔ کہ کسی کو قرار نصیب نہ ہوا۔ ایک کے بعد دوسرا۔ دوسرے کے بعد تیسرا۔ چوتھا۔ پانچواں اور اب غالباً چھٹا جو اپنے بڑے بڑے دعاوی یوسف موعود اور مصلح موعود پر خاک ڈال کر اور اپنے عجیب و غریب عقائد مثلاً حضرت مسیح موعودؑ کو صاحب شریعت نبی سمجھنا۔ قادیان کی طرف منہ کرکے نماز پڑھنا وغیرہ ترک کرکے اور جیسے جمعہ۔ جمعہ آٹھ دن بھی نہیں ہوئے۔ اس کے متعلق ہمیں معتبر ذریعہ سے معلوم ہوا ہے۔ کہ وہ بھی اپنی حالت پر مطمئن نہیں ہے۔ معلوم نہیں۔ کیوں اس کام پر کوئی ٹھہرتا نہیں۔ یا ٹھہرنے نہیں دیا جاتا۔

مولوی محمد احسن صاحب کو یاد دہانی

کچھ عرصہ ہوا مولوی ثناء اللہ نے اپنے اخبار میں مولوی محمد احسن صاحب سے اپنی ایک گفتگو درج کی تھی۔ جس میں ایک بات یہ تھی کہ انہوں نے مولوی ثناء اللہ سے کہا کہ مرزا صاحب کے تین چار الہاموں کو میں کبھی شروع ہی سے نہیں مانتا۔ بلکہ میں تو انکی بیعت بھی نہیں ہی تھی۔ ہاں انکی خدمات اسلام کیوجہ سے انکا معتقد تھا۔" اگرچہ مولوی ثناء اللہ نے اسکو قابل وثوق بنانے کے لئے یہ حلفیہ لکھا تھا لیکن ہمنے مولوی محمد احسن صاحب سے اسکی تصدیق کرالینا ضروری سمجھا۔ مگر افسوس مولوی صاحب نے چند ایک سوال جنکا بظاہر اس سے کوئی تعلق نہیں شائع کرا دئیے سوا کوئی جواب نہیں دیا۔ چونکہ یہ ایک ضروری معاملہ ہے اس لئے ہم پھر

چند سوالات کے جواب

گذشتہ سے پیوستہ

سوال ۴ اللہ اکبر سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ اللہ کے سوا کچھ اور بھی معبود ہیں۔ جن سے اللہ اکبر ہے۔ یعنی بہت بڑا ہے اور دوسرے چھوٹے ہیں۔

جواب خدا کے سوا بیشک کوئی معبود نہیں جیسا کہ لا الٰہ الا اللہ کی بالکل تعلیم اور پاک فقرہ سے ظاہر ہے۔ لیکن چونکہ معبودان باطلہ کے پرستاروں نے اپنی جہالت کی وجہ سے خدائے واحد اور معبود برحق کے سوا اور بھی کئی معبود گھڑ لئے۔ اس لئے ان سب کے بالمقابل اللہ تعالیٰ کو اکبر کہہ کر ترجیح کے معنوں میں توحید کی طرف بلایا ہے۔ کیونکہ مشرک لوگ گو خدا تعالیٰ کے صفات میں دوسروں کو بھی غلطی سے شریک ٹھہراتے ہیں لیکن اس کے ساتھ وہ اللہ کی ذات کو سب معبودوں سے برتر بھی جانتے ہیں۔ تو اس لحاظ سے فرمایا۔ کہ اللہ اور معبود برحق تو وہی ہے جو سب سے بڑھکر ہے۔ اور جو اس کے سوا ہے۔ وہ الٰہ نہیں اور جو الٰہ نہیں وہ معبود برحق بھی نہیں۔ گویا اس طریق سے بھی لا الٰہ الا اللہ کے مقصد کو ہی پیش کیا ہے۔ علاوہ اس کے اندرونی توحید کی معرفت کا راز اس میں بتایا گیا ہے۔ اس طرح پر کہ انسان کی فطرت کا خاصہ ہے۔ کہ جس چیز کو وہ ذہن میں لاتی ہے۔ اس کی کسی نہ کسی رنگ میں ایک تصویر کھینچتی ہے۔ اسی طرح نماز کے وقت یا کسی ذکر وعبادت کے وقت جب انسان اللہ تعالیٰ کا نام لیتا ہے تو انسانی طبیعت اللہ تعالیٰ کو بھی تصور میں لانا چاہتی ہے۔ کہ شاید ایسا ہو یا ایسا ہو۔ تو انسان کے اس وسوسہ کے ازالہ کے لئے فرمایا گیا کہ اللہ تک کہا جائے۔ بلکہ اللہ کے ساتھ اکبر کو بھی ملایا جائے ان معنوں میں کہ جو کچھ بھی انسان کے ذہن اور تصور میں اللہ تعالیٰ کی ذات کی کیفیت اور کمیت کے متعلق خیال پیدا ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس سے پاک اور برتر ہے اسی طرح اللہ کی صفات رحمت وغیرہ کے متعلق جس قدر انسان اپنے متعلق یا کائنات کے متعلق سمجھے خدا تعالیٰ کی رحمت کو اسی قدر نہ سمجھے۔ بلکہ اکبر کے معنوں میں اس سے بھی بڑھکر یقین کرے۔ پھر اطاعت اور عبادت کے لئے اکبر کے لفظ کو بطور مقابلہ کے پیش کیا۔ کہ آیا انسان نفسانی جذبات خواہ وہ اندرونی ہوں۔ خواہ بیرونی۔ ان کے ظہور کے وقت اللہ کو اکبر یعنے بڑا سمجھ کر ان جذبات کا مقابلہ کرتا ہوا اللہ تعالیٰ کی رضا اور اطاعت کو مقدم کرتا ہے یا نفس اور خلائق کو۔

سوال نمبر ۵ لا الٰہ الا اللہ کے ساتھ محمد رسول اللہ کو ملا کر پڑھنا کیا شرک نہیں۔ اگر شرک نہیں تو پھر کس غرض کے لئے اسے ساتھ ملایا گیا۔

جواب شرک نہیں بلکہ شرک سے بچاؤ کے لئے احتیاط ہے۔ اس طرح کہ لا الٰہ الا اللہ کے فقرہ میں اللہ تعالیٰ کو ہی الٰہ اور معبود برحق پیش کیا گیا۔ اور محمد رسول اللہ کے فقرہ میں محمد یعنی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو اللہ نہیں۔ الٰہ نہیں۔ بلکہ اللہ کا رسول پیش کیا ہے۔ اب جو شخص آنحضرت صلعم کے اسم مبارک کے ساتھ رسول اللہ کا لفظ پڑھیگا۔ وہ اس تعلیم کے ہوتے ہوئے اور اس پر ایمان رکھتے ہوئے آپ کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک کس طرح بنا سکتا ہے۔ کیونکہ اللہ اور رسول اللہ کے مفہوم میں فرق بین ہے۔ جو تباین اور تضاد کو ظاہر کرتا ہے اور ایک غرض آخری فقرہ کے پہلے فقرہ کے ساتھ ملانے کی یہ بھی ہے۔ دوسری غرض یہ بھی ہے۔ کہ فقرہ لا الٰہ الا اللہ بطور دعوے کے ہے۔ اور فقرہ محمد رسول اللہ بطور دلیل۔ کے اس طرح کہ دنیا میں جب معرفت الٰہی کی روشنی نہیں رہتی۔ اور ہر طرف شرک اور کفر بدعت اور ضلالت کی ظلمت اور تاریکی پھیلی ہوئی ہوتی ہے۔ تو اس وقت نور معرفت کے پھیلانے کے لئے اللہ تعالیٰ رسولوں اور نبیوں کو مبعوث فرماتا ہے۔ جیسا کہ آنحضرت کی جس وقت بعثت ہوئی تا مشرکوں کی پر شرک تعلیم کے بالمقابل لا الٰہ الا اللہ کی توحید کی پاک تعلیم کی اشاعت ہو۔ بقیہ

آج تک اللہ تعالےٰ کی ہستی اور توحید کے جسقدر نشانات جس نوعیت میں بھی ظہور ہوئے۔ ان سب کا مصدر اور منبع حضرت محمد رسول اللہ کا ہی وجود تھا جن کی زندگی کے مختلف شعبے اور آپ کی تعلیم اور عقائد اور اعمال کے مختلف اقسام کا نقشہ توحید خالص کیلئے آئینہ صافی تھا۔ اس لئے ہر ایک مسلم جو پہلے فقرہ کو پیش کرتا ہے۔ تو دوسرے فقرہ کو جو دلیل ہے۔ اس سے اپنے دعویٰ کو مدلل کر کے مخاطب کو ایک طرح کی تبلیغ سے بصیرت حقہ عطا کرتا ہے ؎

علاوہ اس کے ایک یہ بھی بات ہے کہ چونکہ سب رسول توحید کے معلم ہو کر آئے۔ اور سب مذاہب میں خدا کے رسولوں نے توحید خالص قائم کی۔ جن کا نام ان کے پیروؤں میں عزت کے ساتھ مشہور ہے۔ جن سے بڑھ کر آنحضرت نے توحید کا سبق سکھایا۔ اس لئے ہر ایک مسلم کا پہلے فقرہ کے ساتھ دوسرا فقرہ ملا کر پڑھنا گویا تعلیم توحید کے معلم کے اظہار کی غرض سے ہے۔ کہ کسی نے موسیٰ کے ذریعہ توحید کا سبق سیکھا۔ کسی نے داؤد اور سلیمان کے ذریعہ سے کسی نے کسی کے ذریعہ کسی نے کسی کے ذریعہ۔ لیکن وہ رسول کہ جس نے لا الہ الا اللہ کا سبق ہمیں دیا۔ اور جس کے طفیل لا الہ الا اللہ کی تعلیم ہمیں نصیب ہوئی۔ وہ مقدس اور مبارک معلم محمد رسول اللہ ہیں ؎

سوال نمبر ۶ وہ احمدی جو مرزا صاحب کو نبی اللہ اور رسول اللہ مانتے ہیں بھر ان کے نزدیک تو لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی جگہ کلمہ مرزا صاحب کے نام کا ہونا چاہیئے ؎

جواب ہم جس طرح آنحضرت کے کلمہ میں سب نبیوں اور رسولوں کو داخل سمجھتے ہیں اسیطرح آپ کے بعد کے نبیوں اور رسولوں کو بھی آپ کے کلمہ میں داخل سمجھتے ہیں پس حضرت مرزا صاحب کا کلمہ آپ کے احمد رسول اللہ ہونیکے مقتضیٰ سے لا الہ الا محمد رسول اللہ ہی ہے۔ کیونکہ احمد کے معنی ہیں بہت ہی حمد کرنیوالا اور محمد کے معنے تعریف کیا گیا اور جسکی بار بار تعریف او حمد کی جاوے۔ اس صورت میں حضرت مرزا صاحب کا احمد ہونا انہی معنوں میں صحیح ہو سکتا ہے۔ کہ آپ کا کلمہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ہی ہو۔ اور اگر محمد رسول اللہ کی جگہ احمد رسول اللہ ہو۔ تو بھی گو بعض وجوہ سے یہ امر درست ثابت ہو سکتا ہے۔ لیکن پھر وہ نسبت اور وہ تعلق اور وہ حیثیت جو محمد اور احمد کے درمیان ہے وہ مفقود ہو جاتی ہے۔ اور نیز اس سے حضرت مرزا صاحب کی حیثیت ایسے رسول کی ظاہر ہوتی ہے۔ جس سے آنحضرت کے دور نبوت کا خاتمہ اور آپ کی شریعت کا نسخ پایا جاتا ہے۔ جو احمدیت کے اصل مقصد اور حقیقی غرض کے خلاف اور سراسر خلاف ہے ؎

خاکسار غلام رسول راجیکی

دلچسپ نوٹ

(از محمد احمد ساگر چند ہیڈ ماسٹر سکندرآباد دکن)

ایک ہندو کا مشورہ بمبئی کے روزنامہ اخبار ٹائمز آف انڈیا میں ایک ہندو نے خط چھپوایا ہے۔ کہ آج کل مسٹر گاندھی باوجود ہندو ہونے کے خلافت کے مسئلہ میں جو خدمت مسلمانوں کی کر رہے ہیں۔ اس کے شکریہ کے طور پر آئندہ مسلمانوں کو کسی ہندو کو مسلمان بنانے کی کوشش نہیں کرنی چاہیئے۔ اس کے متعلق ہمارا جواب یہ ہے۔ کہ اگر واقعی مسٹر گاندھی مسلمانوں پر احسان کر ہی رہا ہے۔ تو چونکہ اسلام سے بڑھ کر کسی شخص کے لیئے کوئی نعمت نہیں ہو سکتی۔ اس لیئے ہم مسٹر گاندھی کے شکریہ کے طور پر انشاء اللہ خوب ہندوؤں کو مسلمان بنانے کی کوشش کریں گے ؎

اخبار نویسی بہت سے احمدی نوجوان مجھے لکھتے رہتے ہیں۔ کہ وہ فن اخبار نویسی بذریعہ خط و کتابت کسی کالج سے سیکھنا چاہتے ہیں ان کو معلوم ہونا چاہیئے۔ کہ امریکہ میں ایک کالج بذریعہ خط و کتابت اخبار نویسی (جرنلزم) کہانی نویسی شورٹ ہینڈ۔ پبلک سپیکنگ ٹیچنگ (استادگری) بک کیپنگ۔ زراعت۔ ومیٹری سائنس۔ نورسیٹری (فن حجامت) انگریزی۔ فرانسیسی۔ جرمن۔ اٹالین۔ ہسپانی۔ قانون۔ تواریخ۔ ڈرائنگ۔ حساب۔ بائی خرابوجی۔ سائکولوجی۔ لاطینی۔ جغرافیہ۔ فزلیکہ ہر علم سکھلاتا ہے۔ پس جو طالب علم جو علوم حاصل کرنا چاہے کر سکتا ہے۔ مجھے لکھنے کی ضرورت نہیں۔ اس کالج کو لکھ کر اس کا مکمل پراسپکٹس مفت منگالیں۔ پتہ یہ ہے

Home Correspondence
School
Springfilld Massa-
chusetts. U.S. America

(**نوٹ**) امریکہ کارڈ ایک آنہ میں جاتا ہے۔ اور خط ڈھائی آنہ میں۔ خط و کتابت صرف انگریزی میں ہو

کپڑے کی تجارت جو صاحبان ولایت سے کپڑا خریدنا چاہیں۔ یا ہندوستان کا ریشم۔ کشمیرہ چادریں وغیرہ بیچنا چاہیں۔ وہ اس پتہ پر خط و کتابت کریں ؎

Mr Smith Clough.
62 Guildhall Street.
Folkestone. England

انگلینڈ کارڈ ایک آنہ اور خط دو آنہ میں جاتا ہے۔ یہ صاحب شورٹ ہینڈ۔ انگلش۔ ٹائپ رائٹنگ۔ بک کیپنگ وغیرہ بھی سکھلاتے ہیں۔ انگلستان میں خرچ وغیرہ کے مفصل حالات بھی ان سے دریافت ہو سکتے ہیں۔ ٹائپ رائیٹر ان سے ارزاں قیمت پر مل سکتے ہیں۔ اور چھوٹے چھوٹے انگریزی ٹریکٹ وغیرہ ان کے چھاپہ میں چھپ سکتے ہیں۔ یہ چونکہ احمدیت سے بہت محبت رکھتے ہیں اس لیئے احمدیوں کے ساتھ خط و کتابت اور تجارت کرنا چاہتے ہیں ؎

کامیابی کا راز اس نام کی حال میں ایک بڑی خوبصورت کتاب چھپی ہے۔ جس میں ان نوجوانوں کو جو غریب گھرانوں میں پیدا ہو کر نیک نیتی اور نہایت کامیاب انسان بننا چاہتے ہیں۔ کامیابی کے طریق نہایت خوبصورتی سے سکھائے گئے ہیں۔ کتاب پڑھنے کے لائق ہے قیمت معہ محصول ڈاک ڈھائی شلنگ پوسٹل آرڈر ڈاکخانہ سے خرید کر نیچے کے پتہ پر بھیج کر منگالیں کتاب کا نام

"Winning Success"
by Eric Wood

پتہ Health Promotion Limited. 21 Ludgate Hill London E.C. Engl

ممالک غیر کی خبریں

عراق عرب میں ایک اور بغاوت

لنڈن ۱۸۔ اگست لنڈن میں بذریعہ پیرس دہشتناک خبریں موصول ہوئی ہیں۔ کہ عراق کی حالت بدتر ہوتی جاتی ہے۔ باغی بغداد کو محصور کرنے کی کوشش میں ہیں۔ مگر تازہ خبروں سے ظاہر ہے۔ کہ حالت بہت کچھ روبہ اصلاح ہے۔

پولیٹیکل افیسر کا قتل

بافودہ جو بغداد سے ۳۰ میل ہے۔ اسے باغیوں نے لوٹ لیا۔ اور فیوجہ میں کرنیل لیچمین کو جو پولیٹکل افیسر تھا قتل کر دیا گیا۔

ولیعہد بہادر کی بجائے ڈیوک آف کناٹ آئیں گے

شہنشاہ معظم نے اعلان فرمایا ہے۔ کہ پرنس آف ویلز کا بوجہ تکان ہندوستان میں آنا ملتوی کر دیا گیا۔ اور ان کی بجائے آپ کے چچا ڈیوک آف کناٹ ہندوستان میں تشریف لائیں گے۔

مسٹر لائڈ جارج کا سفر

پیرس ۱۹۔ اگست مسٹر لائڈ جارج لوسرن کو جاتے ہوئے آج پیرس پہنچے۔ وزیر اعظم فرانسیسی مدبر سے ملاقات کئے بغیر ہی اپنے سفر پر روانہ ہو گئے۔

لارڈ سنہا عہدے کا چارج کب لینگے

لنڈن ۱۷۔ اگست لارڈ سنہا اب سے قریباً تین ہفتہ بعد انگلستان سے روانہ ہونگے کچھ عرصہ تک وہ کلکتہ میں اپنے نجی کے کاموں میں رہیں گے۔ اور اس کے بعد نومبر کے وسط میں صوبہ بہار و اوڑیسہ کی گورنری کا چارج لیں گے۔

سکھوں کے مطالبات

لنڈن ۱۷۔ اگست سکھ ڈیپوٹیشن نے ٹائمز میں ایک چٹھی شایع کرائی ہے۔ جس میں اس امر کے خلاف اظہار ناراضگی کیا گیا ہے۔ کہ ہندوستان کی قانونی کونسل میں سکھوں کو کافی قائمقامی نہیں دی گئی۔ انہوں نے مطالبہ کیا کہ اس وعدے پر عمل کیا جائے کہ سکھوں کے ساتھ مسلمانوں کا سا سلوک کیا جائیگا۔

ہندی تارکان وطن اب ترکستان و اناطولیہ جائینگے

ہم عصر پاؤنیر کو معلوم ہوا ہے۔ کہ امیر صاحب کی طرف سے باضابطہ اعلان ہوا ہے۔ کہ ہندی تارکان وطن کے لئے جو زمین پیش کی گئی تھی وہ تقسیم ہو گئی۔ اب انہیں افغانی ترکستان میں جگہ دی جائے گی۔ اور یہ افغانی رعایا متصور ہونگے۔ اور بغیر سرکاری اجازت کے نقل مکان نہ کر سکیں گے۔ ان تارکان وطن کو اناطولیہ میں بھی بھیجا جائے گا۔

وارسا کا خطرہ رفع ہو گیا

لنڈن ۱۷۔ اگست پیرس کا ایک تار مظہر ہے۔ کہ وارسا کے پیغام سے اطلاع ملی ہے۔ کہ اتحادی افسران متعینہ پولینڈ اس خبر کی تصدیق کرتے ہیں۔ کہ وارسا پر قبضہ ہو جانے کا جو زبردست خطرہ لاحق تھا۔ وہ اب رفع ہو گیا ہے۔

لارڈ ہیگ کی اپیل

لنڈن ۱۸۔ اگست لارڈ ہیگ کی تازہ کوششیں جو ایک لاکھ نوے ہزار بیکار افسروں کی امداد کے متعلق تھیں جو پہلے سروس میں تھے۔ تائید حاصل کر رہی ہیں۔ بہت سے مشہور آدمیوں نے اخبار ٹائمز کو لکھا ہے۔ کہ ایسے اشخاص کے ملازمت کا بندوبست کرنے کے متعلق جوفی الواقع زیادہ تعداد میں مہیا ہونی دشوار ہیں۔ پہلے ہی سے اور اب بھی تدابیر اختیار کی جا رہی ہیں۔

رومانیہ جنگ روس و پولینڈ میں غیر جانبدار رہیگا

لنڈن ۱۷۔ اگست رومانی گورنمنٹ نے روس و پولینڈ کی جنگ میں سختی کے ساتھ غیر جانبدار رہنے کا فیصلہ کر لیا ہے۔

امریکہ پولینڈ کو مالی مدد نہیں دے سکتا

لنڈن ۱۸۔ اگست واشنگٹن کا تار مظہر ہے۔ کہ اسٹیٹ ڈیپارٹمنٹ نے افسر خزانہ کی اس رائے کو منظور کر لیا ہے۔ کہ گورنمنٹ امریکہ قرض نہیں دے سکتی۔ کیونکہ ۲۵۔ کروڑ ڈالر کی رقم جو امریکہ نے ایسی یورپین حکومتوں کے واسطے مخصوص کر دی ہے۔ جو امریکہ کے مخالفوں کے خلاف برسر جنگ تھیں اور اس کا اصطلاحی طور پر ان مخالفوں میں شمار نہیں۔

ہندوستان کی خبریں

پیر محبوب شاہ نے معافی مانگ لی

کراچی ۱۹۔ اگست پیر محبوب شاہ کل جیل سے گورنمنٹ بمبئی کی تحریر کے مطابق رہا کر دیئے گئے کیونکہ انہوں نے معافی مانگ لی ہے۔ حامیان خلافت اور انتہا پسند اس وجہ سے ان سے ناراض ہیں۔

کونسل کی امیدواری کیلئے ججی سے دست برداری

بمبئی ۱۷۔ اگست معلوم ہوا ہے۔ کہ سر چمن لال سیتلواد جج ہائیکورٹ بمبئی دوبارہ پبلک زندگی میں داخل ہو کر انڈین کونسل کی ممبری کے امیدوار بنیں گے۔

مصیبت زدگان طغیانی کے لئے اپیل

کلکتہ ۱۷۔ اگست لارڈ رونالڈشے گورنر بنگال نے ضلع مدناپور کے مصیبت زدگان طغیانی کے لئے ڈیڑھ لاکھ روپیہ کی اپیل کی ہے۔

مدراس میں عورتوں کو ووٹ دینے کا حق

مدراس ۱۸۔ اگست مدراس کی قانونی کونسل میں غیر سرکاری ممبروں کی یہ تحریک پاس ہو گئی۔ کہ مدراس کے ڈسٹرکٹ میونسپلٹی ایکٹ کے ماتحت عورتوں کو ووٹ دینے کا حق دیا جائے۔

وفد خلافت کی روانگی جلال آباد کو

پشاور سے انگلشمین کو اطلاع ملی ہے۔ کہ ممبران خلافت کمیٹی پشاور کا وفد جرنیل نادرخاں سے ان تارکان وطن کے لئے اجازت حاصل کرنے کو گیا ہے۔ جو ترک وطن کیلئے اپنے گھر بار پھونک چکے ہیں۔

ہندوستانی چاء انگلستان کو

کلکتہ اور چاٹگام سے ماہ اگست کے اول ہفتہ میں سلطنت برطانیہ کیلئے ایک کروڑ گیارہ لاکھ ۲۸ ہزار ۹۱۲ پونڈ چاء بھیجی گئی ہے۔

میڈیکل کالج سے طلباء کا اخراج

میڈیکل کالج کلکتہ کے پانسو طلباء کا جلسہ ہوا۔ کچھ طلباء کو اس بنا پر کالج سے خارج کیا گیا تھا

(باہتمام شیخ عبدالرحمن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپ کر مالکان کیلئے شائع ہوا)